بسم اللہ الرحمن الرحیم

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

مقالہ

قائد ملت پیر طریقت رہبر شریعت بزرگ عالم دین

حضرت مولانا انوار احمد صاحب جامعی رحمۃ اللہ علیہ

- خلیفہ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہ
- صدر المدرسین جامعہ محمودیہ اشرف العلوم جامع مسجد اشرف آباد جاجمؤ کانپور

۱۳۶۸ھ/۱۹۴۶ء..................۱۴۳۹ھ/۲۰۱۸ء

از قلم

مفتی محمد عامر کانپوری

اسلامک اسکالر

استاذ جامعہ محمودیہ اشرف العلوم جامع مسجد اشرف آباد جاجمؤ کانپور

قائد ملت پیر طریقت رہبر شریعت بزرگ عالم دین

حضرت مولانا انوار احمد صاحب جامعی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہ

صدر المدرسین جامعہ محمودیہ اشرف العلوم جامع مسجد اشرف آباد جاجمؤ کانپور

کبھی حیرت، کبھی مستی، کبھی آہ سحر گاہی
بدلتا ہے ہزاروں رنگ، میرا درد مہجوری

اوصاف حمیدہ: نحیف الجسم، دراز قد، سانولا رنگ، بڑی بڑی آنکھیں، جو نیم باز رہتی تھیں، کشادہ پیشانی، گھنیریں، گھڑی ناک، کتابی چہرہ، اور چہرے پر رعب، آنکھوں میں حیا اس کے ذریعے کبھی خفا و کبھی رضا، ہاتھ میں بیگ، پاؤں میں سادے جوتے، جو عموماً علما و صلحا استعمال کرتے ہیں، عمدہ سوتی قسم کا لباس، جو علما کا شعار ہونا چاہئے، عالمانہ وقار گفتگو میں ٹھہراؤ اور شریفانہ شرمیلا نہ پن، کبھی خالی نہ بیٹھتے ہمہ وقت مشغول و مصروف رہتے، کبھی جمعیۃ کے سلسلے میں کوشاں، کبھی مدارس کے بارے میں متفکر، تو کبھی طلبہ کی اصلاح و تربیت کے بارے میں فکرمند رہتے۔ ہر کام میں علم و بردباری، مکمل خاکساری نمایاں ہوتی، تمام تہذیب و شائستگی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی، اپنے شاگردوں کو ہمیشہ 'مولانا' ہی کے لفظ سے مخاطب کرتے اور ہر ایک کے عیوب کو نظر انداز کرتے اور ہر ایک کی خطاء پر دستگیر نہ ہوتے۔

ولادت تو مادرزاد ہوتی ہے؛ لیکن مولانا کی موت خانہ زاد تھی، عام طور پر موت اپنا شکار خود منتخب کرتی ہے؛ لیکن مولانا نے خود موت کو انتخاب کیا! یہی وہ چیز ہے جس نے مولانا کی زندگی اور موت دونوں کو ایک برگزیدہ حقیقت بنا دیا۔...... مولانا کی زندگی اور موت دونوں میں ان کی انفرادی اور شخصی افتاد طبع کی جلوہ گری تھی، شخصیت کی اسی جلوہ گری کا نام "قائد" ہے۔ مولانا کی زندگی کے مختلف نشیب و فراز تھے، کسی کے زندگی میں نہیں ہوتے؛ لیکن ان کی موت نے ہر نشیب و فراز اور ہر فراز کو پر شوکت بنا دیا۔ مولانا کو بد توفیقوں اور بد مذاقوں سے سابقہ پڑا، ایسے بد توفیق اور بد مذاق جو بھوکے تھے، بوالہوس اور کینہ پرور بھی؛ لیکن مولانا کی ظرافت، رحم دلی، وسعت قلبی اور نرم خوئی کی وجہ سے ان سب کو اپنی زندگی میں معاف کر دیا۔

گزری جو رہ گزر میں اسے در گزر کیا
اور پھر یہ تذکرہ بھی جا کر نہ گھر کیا

ولادت باسعادت : آپ کی پیدائش ۱۹۴۶ء کو شہر کانپور محلّہ کرنیل گنج، میں ہوئی، یہ وہی محلّہ ہے جو ہمیشہ سے علما و صلحا، علم و عمل کا مرکز رہا ہے، یہاں سے دین کی شیدائی بجتی ہے، دینی مدارس مکاتب کو فیض پہنچتا رہا ہے، امداد و نصرت کی باد بہاری چلتی ہے، یہاں کے باشندے دین کے حوالے سے بے لوث خادم ہیں۔ حضرتؒ کے والد گرامی الحاج کریم بخشؒ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ خود حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہیؒ کے اجل خلیفہ میں سے تھے اور ان کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔

علمی و عملی خدمات اور باطنی فیض : مولانا کے باب میں بعض کہتے ہیں کہ وہ بڑے تھے؛ لیکن ان کا کوئی کارنامہ نہیں ہے۔ یہ تنگ ظرفوں کا خیال ہے، ہماری قو می زندگی میں آج کتنے دھارے بہہ رہے ہیں، کتنے چشمے اُبل رہے ہیں! یہ کس کا فیضان ہے۔ آپ نے مشرقی یوپی کے عظیم ادارہ مدرسہ جامع العلوم پڑکا پور میں ۲۸ سالوں تک درس وتدریس، علوم ظاہری و باطنی سے اپنا فیض پہنچاتے رہے، بے شمار علما و طلبہ کو اپنا علمی جام پلاتے رہے اور ۲۸ سال تک نائب مہتمم وصدر المدرسین کے منصب پر فائز ہے اس کو رونق بخشتے رہے، ایمان کی باد بہاری چلاتے رہے، اس کے بعد قلی باز ار واقع مدرسہ اشاعت العلوم میں ۸ سال صدر المدرسین کے منصب پر فائز رہے، علمی وروحانی فیض پہنچاتے رہے۔ اسی طرح آپؒ دیگر مدارس میں بھی سر پرستی فرما کر علمی و عملی خدمات انجام دیتے رہے بالخصوص آپ جہاں بھی رہے صدر المدرسین کی حیثیت سے رہے اور اپنی آخری زندگی کے ۱۲ سال جامعہ محمودیہ اشرف العلوم اشرف آباد جاجموٴ کانپور میں صرف کی اور وہاں کے در و دیوار، خاک و زرات، شجر و حجر، عام و خواص کو اپنے ظاہری کمالات اور باطنی صفات سے منوّر و مجلّا کرتے رہے۔

ہے جہاں اس سے فیضیاب انوار
جس کے در پر ہم آئے بیٹھے ہیں،
بخششوں سے جس کی خاص و عام سب تھے فیض یاب
ہم بھی تھے اس بزم میں، لیکن انا اوڑھے ہوئے

مولانا نے ہمارے خون کو رگوں میں دوڑنا پھرنا ہی نہیں بتایا؛ بلکہ آج خود ہماری آنکھوں سے خون بن کر ٹپک رہے ہیں۔ مردِ غازی کے کارناموں کا اندازہ مقبوضات کی وسعت، مال غنیمت کی فراوانی، جشن وجلوس کی ہماہمی وطرب انگیزی، برگستواں کی زینت، تمغہ اور اسلحہ کی چمک اور جھنکار سے نہیں کیا جاتا، بلکہ اس کا اندازہ کیا جاتا ہے ٹوٹی ہوئی تلوار، بکھری ہوئی زرہ، بہتے ہوئے لہو، دہکتی ہوئی روح، اور دمکتے ہوئے چہرے، ڈوبتے ہوئے سورج سے!

'جو طوفانوں میں پلتے جا رہے ہیں وہی دنیا بدلتے جا رہے ہیں'

آپ نے اپنی ساری زندگی درس وتدریس، اصلاح باطن میں صرف کردی اپنے شہر اور اطراف شہر کو اپنے نور باطن سے فیضیاب کرتے رہے، اور ایک عرصہ دراز تک ایمان، عقائد اخلاقیات اور روحانیت سے عوام وخواص کو فیض پہنچاتے رہے اور یہ فیض کا سلسلہ تقریبا ۵۲، سال تک رہا پھر موت نے اپنا دامن پھیلا دیا۔

اساتذہ کرام :۔آپ کے اساتذہ کرام کی فہرست تو بہت ہے لیکن آپ کو پروان چڑھانے، باکمال بنانے، علم وعمل کا جام پلانے اور مختلف اوصاف وکمالات کا جامع بنانے میں کچھ شخصیتوں کا اہم کردار رہا ہے جن کے باطنی انوار نے آپ کو ظاہر وباطن ہر اعتبار سے باکمال بنا دیا۔

۱ فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

۲ مفتی اعظم کانپور حضرت مولانا مفتی منظور احمد صاحب مظاہری رحمۃ اللہ علیہ

۳ صدر جمعیۃ علماء شہر کانپور حضرت مولانا مبین الحق صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

۴ حضرت مولانا نصیر احمد صاحب کانپوری رحمۃ اللہ علیہ

۵ حضرت مولانا خاں زماں صاحب پیشاوری رحمۃ اللہ علیہ

تلامذہ: آپ علیہ الرحمۃ کے ہزاروں تلامذہ ہیں جو ملک وبیرون ملک میں دینی، ملی، معاشی و سیاسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مدارس وجامعات وغیرہ میں قلمکار، لیکچرر ومدرس کی حیثیت سے مختلف شعبوں میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ لیکن ان میں مشہور ومقبول شخصیات یہ ہیں:۔

۱ حضرت مولانا وکیل احمد صاحب قاسمیؒ ناظم مدرسہ جامع العلوم پٹکاپور کانپور

۲ حضرت مولانا سعید احمد صاحب قاسمی شیخ الحدیث مدرسہ جامع العلوم پٹکاپور وبانی جامعہ قاسمیہ تاڑبغیہ کانپور

۳ حضرت مولانا محمد متین الحق اسامہ صاحب قاسمی صدر جمعیۃ علماء اتر پردیش وقاضی شہر کانپور

۴ حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب اشرفی امام وخطیب مسجد شیخ ہمایوں محلہ کرنل گنج کانپور

۵ حضرت مولانا مفتی عبدالرشید صاحب قاسمی صدر مفتی مدرسہ جامع العلوم ونائب چیئر مین حق ایجوکیشن

۶ حضرت مولانا محمد اکرم صاحب جامعی امام وخطیب مسجد مسافر خانہ پریڈ کانپور

۷ حضرت مولانا نورالدین احمد صاحب قاسمی صدر آل انڈیا سنی علماء مشائخ بورڈ

روحانی تعلق:۔ آپ علیہ الرحمہ شروع ہی سے حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ سے فیض پاتے رہے۔ان سے اپنی ظاہری و باطنی اصلاح کراتے رہے۔شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب کاندھلوی نوراللہ مرقدہ‘ سے بھی آپ نے کافی فیض اٹھایا۔سہارنپور میں اعتکاف کیلئے حضرت شیخ کی مجلس میں شریک ہوتے رہے اور آپ علیہ الرحمہ کا حضرت فدائے ملت مولانا اسعد مدنی صاحب نوراللہ مرقدہ سے بھی خاص تعلق اور قریبی وابستگی رہی ہے۔

جمعیۃ علماء ھند سے تعلق: آپ علیہ الرحمہ جمعیۃ علماء ہند سے فراغت کے بعد ہی سے وابستہ رہے ہیں۔اس کے مختلف اجلاس میں شرکت کرتے رہے اور اس کے بے لوث خادم رہے۔اسی وجہ سے آپؒ کو جمعیۃ علماء شہر کانپور کا صدر منتخب کیا گیا اور آپ اپنی آخری سانس تک جمعیۃ علماء سے وابستہ ہوکر اپنی دینی خدمات انجام دیتے رہے۔

اے کہ ترے نور سے رخشاں ہوئی صبح وطن
تونے کی ویران ہستی میں تعمیر چمن

وفات: مولانا مختلف امراض میں ایک لمبے عرصہ سے مبتلا تھے بالخصوص دل کی دھڑکن میں۔ اپنی زندگی کے آخری عشرہ میں جمعیۃ علماء ہند کے زیراہتمام منعقدہ ’امن وایکتا سمیلن‘ میں وفد کے ساتھ شرکت کیلئے تشریف لے گئے ، وہاں شرکت کے بعد آپؒ اپنے پیر کے دیار گنگوہ کیلئے روانہ ہوئے،آپؒ عشاء کے وقت وہاں پہنچے۔اس کے بعد عشاء کی نماز کیلئے مسجد گئے ، وضو کیا اور باجماعت نماز کیلئے نیت باندھی، دو رکعت کی ادائیگی کے بعد تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوئی اور دل کی دھڑکنیں بڑھتی گئیں لیکن آپ پھر بھی نماز میں مشغول رہے، چوتھی رکعت پوری

کرنے کے بعد آپؒ امام کے ساتھ سلام پھیرتے ہوئے اپنے مالک حقیقی سے جا ملے اور اپنے عزیز واقارب، نشست وبرخاست، عہدہ واقتدار کو بھی الوداع کہا اور اپنے محسن ومربی فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے دیار گنگوہ میں ۷۱ سال کی عمر میں اپنی جان جاں آفریں کو داعی اجل کے سپرد کیا اور وطن شہر کانپور کے بڑے عیدگاہ کے گور غریباں میں سپرد خاک ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور ہم سب کو تنہا، رنجیدہ، افسردہ چھوڑ گئے اور ہزاروں، لاکھوں بلکہ کڑوروں افراد کے دلوں کو دھڑکتا ہوا آنکھوں کو بہتا ہوا الوداع کہہ چلا۔

آج یہ کون چل بسا یہاں
کہ ہر آنکھ اشکبا رہے
مری زندگی تو گزری ترے ہجر کے سہارے
مری موت کو بھی پیارے کوئی چاہیے بہانہ

اچھے لوگ کبھی نہیں مرتے، وہ اپنی مادّی روحانی جسمانی صورت سے تو ہم سب کو آزاد کر جاتے ہیں لیکن ان کی یادیں دلوں میں ہمیشہ گھر کئے رہتی ہیں اور یہ یاد دلاتیں ہیں کہ ایک اچھے انسان کے چلے جانے سے اچھے کاموں کا باب بند نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ ان کے نقش قدم پر چلنے سے، ان کے افکار وخیالات کو اپنانے سے ان کی روح اور جسم دونوں زندہ رہتی ہے، ان کی روح کو سکون، ان کے جسم کو قرار اور ان کے لحد کو نور ملتا رہتا ہے اور ہر آن ان کیلئے دعاؤں کا بادل چھایا رہتا ہے بس اسی چیز کی امید ہر انسان کو رہتی ہے۔

جاتے ہو خدا حافظ ہاں اتنی گزارش ہے،
جب یاد ہم آجائیں تو مغفرت کی دعا کرنا،

آپ کی اولاد :۔ آپ مولاناؒ نے اپنے پیچھے بیوی، چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں چھوڑیں، آپ کے سات بھائی اور ایک بہن تھی۔ آپؒ کا گھرانہ ہرا بھرا، مہکتا ودمکتا میخانہ تھا۔ سبھی ایک دوسرے سے مل جل کر رہتے تھے یہ حضرت کی تعلیم وتربیت کا خصوصی نتیجہ تھا۔